Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ

الفضل ربوہ

ایڈیٹر: نسیم سیفی

فون ۴۴۹

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۰/۷۵	بدھ ۲۶ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ، ۲۴ صلح ۱۳۶۹ ہش، ۲۴ جنوری ۱۹۹۰ء	نمبر ۲۱

چندے کی "ایڈکشن"

"مَیں نے دیکھا ہے جماعت احمدیہ میں بہت سارے احمدی ایسے ہیں جن کو چندے کی "ایڈکشن" ہوگئی ہے۔ اور یہ "ایڈکشن" پھر اس حد تک بڑھ جاتی ہے کہ اُن کو سنبھالنا پڑتا ہے۔ روکنا پڑتا ہے کہ بھئی! ذرا ٹھہرو۔ بس کرو"

(ارشاد سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایّدہُ اللہ۔ الفضل ۱۱ جنوری ۱۹۹۰ء صہ۴)

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"جب تک انسان اللہ تعالےٰ پر کامل ایمان نہیں رکھتا اور اس کے وعدوں پر سچّا یقین نہیں کرتا اور ہر ایک مقصود کا دینے والا اسی کو نہیں سمجھتا اور کامل صلاح اور تقویٰ اختیار نہیں کر لیتا تو اس وقت تک وہ حقیقی راحت دستیاب نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ...... یعنی جو صلاحیت اختیار کرتے ہیں خدا تعالےٰ ان کا متولّی ہو جاتا ہے انسان جو متولّی رکھتا ہے اس کے بہت بوجھ کم ہو جاتے ہیں بہت ساری ذمّہ داریاں گھٹ جاتی ہیں۔ بچپن میں ماں بچے کی متولّی ہوتی ہے تو بچے کو کوئی فکر اپنی ضروریات کا نہیں رہتا۔ وہ خود ہی اس کی ضروریات کی کفیل ہوتی ہے اسکے کپڑوں اور کھانے پینے کے خود ہی فکر میں لگی رہتی ہے اس کی صحت قائم رکھنے کا دھیان اسی کو رہتا ہے اس کو نہلاتی اور دھلاتی ہے اور کھلاتی اور پلاتی ہے یہاں تک کہ بعض وقت اس کو مار کر کھانا کھلاتی ہے اور پانی پلاتی اور کپڑا پہناتی ہے۔ بچہ اپنی ضرورتوں کو نہیں سمجھتا بلکہ ماں ہی اس کی ضرورتوں کو خوب سمجھتی اور اُن کو پورا کرنے کے خیال میں لگی رہتی ہے۔ اسی طرح جب ماں کی تولیت سے نکل آئے تو انسان کو بالطبع ایک متولّی کی ضرورت پڑتی ہے۔ طرح طرح سے اپنے متولّی اور لوگوں کو بناتا ہے جو خود کمزور ہوتے ہیں اور اپنی ضروریات میں غلطاں ایسے ہوتے ہیں کہ دوسرے کی خبر نہیں لے سکتے۔ لیکن جو لوگ ان سب سے منقطع ہو کر اس قسم کا تقویٰ اور صلاح اختیار کرتے ہیں اُن کا وہ خود متولّی ہو جاتا ہے اور ان کی ضروریات اور حاجات کا خود ہی کفیل ہو جاتا ہے انہیں کسی بناوٹ کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ وہ اس کی ضروریات کو ایسے طور سے سمجھتا ہے کہ یہ خود بھی اس طرح نہیں سمجھ سکتا اور اس پر اس طرح فضل کرتا ہے کہ انسان خود حیران رہتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ہفتم صہ ۵۲-۵۳)

مکرم عبدالقدیر صاحب فیاض مربی سلسلہ کی شادی مکرمہ طاہرہ فتح صاحبہ بنت مکرم نظام الدین صاحب آف باب الابواب ربوہ کے ساتھ بتاریخ یکم جنوری ۱۹۹۰ء بخیر و خوبی انجام پائی۔ نکاح کا اعلان اسی روز مکرم چوہدری محمد شریف صاحب استاذ جامعہ احمدیہ نے ۱۰ ہزار روپیہ حق مہر پر کیا اور تقریب رخصتانہ کے اختتام پر رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے دعا بھی کروائی۔

اگلے روز ۲ جنوری کو مکرم عبدالقدیر صاحب فیاض نے دارالقرء دارالصدر جنوبی میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا بعد طعام محترم سید محمود احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ نے دعا کرائی۔

احباب سے اس رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

اعلان گمشدگی

میرا بیٹا ضیاء اللہ ولد شیخ عطاء اللہ صاحب عمر ۲۵ سال دماغی توازن ٹھیک نہیں۔ تقریباً دو ہفتہ سے لاپتہ ہے۔ اگر کسی صاحب کو اس کے بارہ میں علم ہو تو براہ مہربانی حسب ذیل پتہ پر اطلاع دیں۔

سلیمہ بیگم بیوہ شیخ عطاء اللہ صاحب محلہ فیکٹری ایریا ربوہ۔

جیسے ایک بچّہ اپنی ماں کی گود میں چیخ چیخ کر روتا ہے اور اپنی ماں کی محبت اور شفقت کو محسوس کرتا ہے اسی طرح پر نماز میں تضرّع اور ابتہال کے ساتھ خدا کے حضور گڑگڑانے والا اپنے آپ کو ربوبیت کی عطوفت کی گود میں ڈال دیتا ہے یاد رکھو اس نے ایمان کا حظ نہیں اٹھایا جس نے نماز میں لذّت نہیں پائی۔

محبّت کے جذبہ سے سرشار ہو کر احمدیت کی خدمت کریں

ارشادات سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو

"احمدیت کو ضرورت ہے اس بات کی کہ ہم پیار اور محبت کے جذبہ سے سرشار ہو کر اس کی خدمت کرنے والے ہوں جس طرح ایک بچّہ اپنے ماں باپ کے ہزاروں احسانوں کو اپنے اوپر دیکھتے ہوئے مجبور ہو جاتا ہے کہ ان کی خدمت کرے اور اس کے دل و دماغ کے کسی گوشہ میں بھی یہ خیال نہیں ہوتا کہ وہ اس خدمت کے بدلہ کا مطالبہ کرے۔ اسی طرح احمدیت کو بھی ہماری اس قسم کی خدمت کی ضرورت ہے .... اگر یہ سچ ہے اور یقیناً یہ سچ ہے تو پھر یہ ضروری ہے کہ ہمارے دلوں میں احمدیت کی محبت رچی ہوئی ہو اور ہم دنیا کی ہر چیز پر ..... احمدیت کو ترجیح دیں اور ہر چیز کو ہر وقت ..... احمدیت پر قربان کرنے کے لئے تیار ہوں۔

یہی وہ خدمت کا جذبہ ہے یہی وہ محبت کا تعلق ہے جو خدا تعالیٰ کی نگاہ میں محبوب ہے۔ کیونکہ کہنے والوں نے تو یہ بھی کہا ہے اور سچ کہا ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں اس نیّت سے خدمت بجا لانا کہ خدا کی جنت ملے گی۔ یہ بھی انسان کو روحانیت کے بلند مقام سے گرانے کا موجب ہوتا ہے۔ حقیقی معنے میں اپنے ربّ کی وہی خدمت کرتا ہے جو اپنے ربّ سے اس کی رضاء اور خوشنودی کے سوا کسی چیز کا خواہاں نہ ہو۔"

(خطاب ۲۶ نومبر ۱۹۶۵ء)

انسان کی زاہدانہ زندگی کا بڑا بھاری معیار نماز ہے۔ وہ شخص جو خدا کے حضور نماز میں گریاں رہتا ہے امن میں رہتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر : آغا سیف اللہ ، پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ ، مقام اشاعت : دارالنصر غربی ربوہ
قیمت : ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۴ صلح ۱۳۶۹ہش ۲۴ جنوری ۱۹۹۰ء

دُرُود و سَلام

تجارت کیا ہے ؟ چیزوں کی خرید و فروخت ، ایک جگہ سے کوئی چیز خریدی اور دوسری جگہ فروخت کر دی ۔ اور یہ کیا اس لئے جاتا ہے کہ کچھ نفع حاصل ہو ۔ یہ اور بات ہے کہ حادثاتی طور پر یا اپنی کسی غلطی کی وجہ سے تجارت میں نقصان بھی ہو سکتا ہے ۔ لیکن تجارت کی نفع ہی کے لئے جاتی ہے ۔ اگر تجارت میں نفع کا خیال — اور اس کا یقین — نہ ہو تو کوئی کیوں اپنا وقت ضائع کرے ۔ خواہ مخواہ سامان خریدتا پھرے اور پھر اسے بیچنے لگ جائے ۔ عام طور پر لوگ کہتے ہیں کہ دین تجارت نہیں ہے ۔ اور لوگ ٹھیک ہی کہتے ہیں دین کو دنیاوی اغراض ۔ نفع ۔ کے لئے استعمال کیا جائے تو یقیناً کام مکروہ بھی ہے اور ممنوع بھی ۔ لیکن دین کی کسی بات کے بدلے دین ہی کی کوئی چیز لی جائے تو یہ تو دنیاوی تجارت سے بالکل مختلف قسم کی تجارت ہوئی ۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت کا پتہ نہ دوں جو تمہاری نجات کا باعث ہو ۔ گویا کہ اگر دین کی دنیا میں ۔ دین کے دائرے میں ۔ تجارت کی جائے تو جائز ہے ۔ بلکہ ضروری ہے کہ دین کا " مال و اسباب " بڑھاتے رہنے کے لئے دین کی وہ تجارت جو خدا بتلاتا ہے وہ ضرور کی جائے ۔

دنیاوی تجارت میں تو ہم نے کہا کہ اپنی غلطی سے یا حادثاتی طور پر نقصان بھی ہو سکتا ہے ۔ لیکن دین کی " تجارت " میں ایسا ممکن نہیں ہے ۔ کیونکہ یہاں تو کرنا ہی وہ کچھ ہے جو خدا کہے ۔ اور ملنا بھی وہ کچھ ہے جس کا خدا نے وعدہ کر رکھا ہے ۔ اور وہ ایسی ذات ہے کہ اس سے وعدہ خلافی کا امکان ہی نہیں ۔ جو وہ بتائے وہ ٹھیک ، جو وہ کہے دوں گا وہ ضرور ملے گا ۔ درود و سلام ہی کو لیجئے اللہ تعالیٰ نے خود کہا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو ۔ یہ دین کی " تجارت " کا ایک مال ہے ، اور اس کے نفع کے متعلق آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ درود بھیجے گا ۔ گویا ایک تو نفع دس گنا ۔ دوسرے یہ بھی کہ ہمارا بھیجا ہوا درود تو انسانی کوشش ہے اور خدا کا بھیجا ہوا درود خدائی کام ۔ کتنا فرق ہے ۔ ان دونوں میں ۔

پس دین کے دائرے میں بھی " تجارت " اور اس کا ایک مال جو نہائت نفع بخش ہے وہ ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے ۔

جنّت کے شوق نے بھی بنایا نہ نیک دِل
دوزخ کے ڈر سے کوئی بُرائی نہ ترک کی
لیکن خدا کے خوف کی آئی جو اِک رمق
ہر بات زندگی کی بسرعت بدل گئی

ابوالاقبال

تُو مری جرأتِ اظہار کا پیمانہ ہے
میرا سینہ ترے ہر تیر کا دیوانہ ہے

رات کٹنے سے گریزاں ہو یہ ممکن ہی نہیں
صبح کے نُور نے اس رات پہ چھا جانا ہے

پَر بُریدہ کو بھی اُڑتے ہوئے دیکھا ہے کبھی
معجزہ ہم نے یہی آپ کو دکھلانا ہے

مجھ کو ہر ایک عدالت سے ملے گا انصاف
جو بھی الزام لگا مجھ پہ وہ بچگانہ ہے

کر لیا میں نے تو گھر بیٹھ کے قرآں کا طواف
کیا کہا تُو نے مجھے حج پہ نہیں جانا ہے

مجھ کو روزی مرے رزّاق سے مل جاتی ہے
ایک ہی دَر پہ مجھے ہاتھ کو پھیلانا ہے

عُمر بھر رُوئے سخن اپنی ہی جانب رکھّا
جو بتانا ہے مجھے خود ہی کو بتلانا ہے

اپنی سرسبز رِداؤں پہ نہ اتنا اِترا
خُشک پتّے کی طرح تجھ کو بھی جھڑ جانا ہے

آسمانوں سے اُترتی ہے دِلوں کی ٹھنڈک
یہی ٹھنڈک مجھے ہر رُوح میں پہنچانا ہے

بندشِ لَب کا نسیم اُن سے گِلہ کیوں کیجے
اپنی آواز کو جانا ہے، جہاں جانا ہے

نسیم سیفی

سیدنا بانی خدام الاحمدیہ حضرت فضل عمر فرماتے ہیں :۔
" میرے نزدیک خدام الاحمدیہ کو چاہیئے کہ وہ مہینہ دو مہینہ میں ایک دن ایسا مقرر کر دیں جس میں ساری جماعت کو شمولیت کی دعوت دیں ۔ بلکہ میرے نزدیک شاید یہ زیادہ مناسب ہوگا کہ بجائے ایک گھنٹہ کام کرنے کے سارا دن کام کے لئے رکھا جائے ۔" (مشعل راہ صفحہ ۹۷)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرنل ڈاکٹر مسعود الحسن صاحب نوری

دل کے عوارض

صاحب صدر اور معزز بھائیو!

آج سے تقریباً سات روز پہلے محترم امیر صاحب اسلام آباد سے میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے ایک مضمون مجھے دیا کہ آپ امراض قلب اور احتیاطی تدابیر کے بارے میں انصار اللہ کے جلسے میں دوستوں سے کچھ باتیں کریں گو یہ موضوع تو بہت وسیع ہے لیکن چند ایک ضروری باتیں اس سلسلے میں میں کہنا چاہتا ہوں۔

امراض قلب پچھلے تقریباً ۵۰ - ۶۰ سالوں سے آہستہ آہستہ بڑھ رہے ہیں اور مختلف امراض قلب ہیں۔ میں اسوقت ان خصوصی امراض قلب کے بارے میں بات کرنا چاہوں گا جن کے بارے میں ہم اکثر سنتے آ گئے ہیں مثلاً ہارٹ اٹیک۔ انجائنا۔ یہ وہ بیماری ہے جو تقریباً نصف صدی سے بڑھتی چلی آ رہی ہے آج سے تقریباً ۲۵ سال پہلے ہسپتالوں کے وارڈوں میں انجائنا کے مریض شاذ و نادر ہی دیکھنے میں آتے تھے۔ لیکن اب پچھلے ۵، ۷ سالوں میں امراض قلب یا انجائنا کے مریض بہت زیادہ تعداد میں دیکھنے میں آ رہے ہیں اس بیماری کے بڑھنے کی وجوہات کیا ہیں۔ کونسی احتیاطی تدابیر ہم اختیار کر سکتے ہیں۔ اور آیا اس بیماری سے کوئی نجات کی بھی راہ ہے یا نہیں۔ یہ وہ چند سوالات ہیں جن کے بارے میں سائنس دان اب تک تحقیق کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے اور مجھے امید ہے کہ وہ وقت دور نہیں جب اسکے بارے میں مزید تحقیق کے نتیجہ میں کوئی صحیح علاج دریافت ہو سکے گا۔

پچھلے پچاس سالوں میں وہ کون سے عوامل ہیں جن کی وجہ سے یہ بیماری بڑھی؟ اگر ہم اپنی نظر پچھلے ۵۰ سالوں پر دوڑائیں تو یہ چیز سامنے آتی ہے۔ کہ سب سے بڑی وجوہات یہ ہیں کہ اوّل غذا میں ایک خاص تبدیلی آتی رہی ہے۔ آج سے چالیس پچاس سال پہلے ہمارے آباء و اجداد عموماً وہ غذا استعمال کرتے تھے۔ جو زیادہ REFINED نہیں ہوتی تھی۔ وہ چیزیں استعمال کرتے تھے جو کہ بلاواسطہ فصل سے دستیاب ہوتی تھیں۔ آج کل وہ غذا زیادہ استعمال ہوتی ہے جو زیادہ REFINED ہے۔ مثال کے طور پر ہم گندم کو ہی لے لیں۔ پہلے گندم فصل سے لی جاتی تھی چکی پر آٹا پیسا جاتا تھا۔ گندم کے دانے کے اوپر ایک تہہ ہوتی ہے اسکے اندر چند ایک وٹامنز ایسی ہیں جو کہ دل کو محفوظ کرتی ہیں یا دل کے امراض سے بچاتی ہیں چکی کے آٹے میں وہ موجود رہتی ہیں۔ آج کل جو فلور ملز آ گئی ہیں اسکے ذریعے سے جو پیسنے کا عمل ہے اس میں گندم کے دانے کے اوپر جو براؤن کوٹنگ ہوتی ہے یا اسکی کورنگ ہوتی ہے جسکے اندر وٹامنز کی ایک خاص تعداد اور چند ایک اور ضروری عناصر پسنے کے عمل میں جل جاتی ہیں اسکے بعد جو چیز ہمیں میسر ہے اسمیں وہ وٹامنز اور وہ خاص چیزیں موجود نہیں جو کہ پہلے موجود تھیں دوسری چیز غذا میں ایک اور تبدیلی آئی کہ اب جو جانور کھانے کے لئے استعمال ہوتے ہیں وہ نسبتاً زیادہ مرغن ہیں مثلاً مرغی کو ہی لے لیں۔ جو دیسی مرغی ہے اس میں اسکی جسامت کے لحاظ سے فیٹ بہت کم ہے۔ اور جو پولٹری کی مرغی ہے اس میں فیٹ بہت زیادہ ہے۔ میں نے خود اس چیز پر غور کیا اور ہمارے وہ دوست جن کا پولٹری سے تعلق بھی رہا ہے۔ چند ایک بریڈز مرغیوں کی ایسی ہیں کہ جونہی انڈے سے چوزہ نکلتا ہے اس کو ایک خاص قسم کی ڈائٹ دی جاتی ہے۔ جس سے اس کا وزن بڑھتا جاتا ہے اور وزن بڑھنے کا ایک طریق یہ ہے کہ اسمیں فیٹ بڑھا دی جائے۔ یہ جو مرغیوں کی خاص قسم کی ڈائٹ ہے۔ اس میں فیٹ کا ایک حصہ زیادہ ہے۔ اور دوسری چیز یہ ہوتی ہے کہ وہ چوزہ جتنی کم حرکت کرے گا اتنا ہی جلد اس کا وزن بڑھے گا اور یہی دیکھنے میں آیا ہے کہ پولٹری کی مرغیوں کو ایک ہی جگہ بٹھا دیتے ہیں اور ۳ سے ۶ ماہ کے اندر وہ مرغی اپنے اوپر اتنی زیادہ چربی جمع کر لیتی ہے۔ کہ جب ہم اس کا تجزیہ کریں تو اس میں ایک دیسی مرغی کی نسبت ۱۵ سے ۲۰ گنا زیادہ چربی ہوتی ہے اور یہ وہ چربی ہے جو دل کے لئے مضر ہے۔ اب اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ ہم مرغیاں کھانا بند کر دیں یا REFINED آٹا کھانا بند کر دیں۔ لیکن ان چیزوں کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔ بیشتر اسکے کہ ہم احتیاطی تدابیر اختیار کریں کہ کس طریقے سے دل کے امراض سے بچا جا سکتا ہے۔ اسکے علاوہ اور بہت کھانے کی چیزیں ہیں لیکن میں نے دو مثالیں سامنے رکھی ہیں۔

ایک اور بڑی تبدیلی جو پچھلے پچاس سال میں آئی وہ میکانائزیشن کا عمل ہے۔ ٹرانسپورٹیشن اور ٹیکنالوجی جو بڑھی اس کے ساتھ ہی اب زیادہ وقت انسان کا چلنے پھرنے یا پیدل چلنے پر صرف نہیں ہوتا وہ زیادہ موبائل گاڑیوں کی صورت میں ہو گیا ہے۔ باہر نکلا۔ گاڑی میں بیٹھا اپنے گھر پہنچا آرام کیا۔ اگلے دن پھر دفتر گاڑی پر گیا۔ تو ورزش آہستہ آہستہ کم ہوتی گئی اور یہی حال گاؤں میں بھی ہے اور یہی حال شہروں میں بھی ہے دفتروں میں بھی یہی حال ہے اور طلباء کا بھی یہی حال ہے۔ تو دوسری بڑی وجہ جو کہ دیکھنے میں آئی وہ ورزش کی کمی ہے جو پچھلے پچاس سال میں خاص طور پر سامنے آئی ہے۔ تیسری وجہ ذہنی دباؤ (STRESS AND STRAIN) ہے۔

اب یہ دوڑ اور یہ پریشانی کس وجہ سے پیدا ہوئی اس کی تفصیلات میں تو میں نہیں جاؤں گا۔ لیکن یہ چیز واضح ہے کہ آج سے ۵۰ سال پہلے وہ سٹریس یا سٹرین موجود تو ضرور تھا۔ لیکن جس قسم کا سٹریس اور سٹرین اب موجود ہے۔ وہ پہلے سے ایک محتاط اندازے کے مطابق ۵۰ گنا زیادہ بڑھ گیا ہے۔ سٹریس اور سٹرین ایک ایسی چیز ہے جسکو آپ پیمانے سے ناپ تو نہیں سکتے۔ جس طرح آپ بخار کو تھرمامیٹر سے ناپ سکتے ہیں۔ یا وزن کو ایک خاص سکیل سے ناپ سکتے ہیں۔ لیکن جو مختلف طریقے اختیار کئے جاتے ہیں اسمیں ہم سائیکیٹرک یا سائیکولوجیکل تجزیہ (PSYCHATRIC OR PSYCHOLOGICAL ANALYSIS) کرتے ہیں۔ اس سے یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ پچھلے ۵۰ سال میں ایک ایوریج انسان کے اوپر قریباً ۵۰ گنا سٹریس اور سٹرین بڑھ گیا ہے۔ احمدی احباب میں خدا کے فضل سے یہ قدرے کم ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کو توکل ایک ایسی چیز ہے۔ جس سے انسان اپنی ذہنی پریشانی اور دباؤ کافی حد تک کم سکتا ہے۔ چوتھی بڑی وجہ جو پچھلے پچاس سال میں ہوئی ایک لحاظ سے فائدہ مند بھی ہے اور ایک لحاظ سے نقصان دہ بھی ہے۔ فائدہ مند اس لحاظ سے کہ وہ بیماریاں جن کو ہم انفکشس (INFEC-TIOUS) بیماریاں کہتے ہیں وہ آہستہ آہستہ کم ہوتی جا رہی ہیں۔ تیسری دنیا کے ملکوں میں تو اس کا اثر ابھی اتنا زیادہ نہیں ہوا۔ لیکن ہوا ضرور ہے۔ مثلاً کالرہ کی بیماری اب شاذ و نادر ہی دیکھنے میں آتی ہے آج سے ۳۰ اور ۴۰ سال پہلے ٹائیفائڈ سے جو اموات واقع ہوتی تھیں۔ اب وہ نہیں ہوتیں۔ ملیریا سے جو اموات واقع ہوتی تھیں وہ اب نہیں ہوتیں اس لحاظ سے گو انفکشس بیماریوں میں میڈیکل سائنس نے جو ترقی کی اور اسکی وجہ سے انسان کی عمر بڑھنی شروع ہو گئی۔ آج سے ۴۰ سال پہلے مغربی ممالک میں ایک مرد کی اوسط عمر ۴۳ سے ۴۵ سال تھی اور چالیس سال بعد اوسط عمر ۷۵ سے ۷۷ سال ہے۔ اس کا مطلب ہے پچھلے ۴۰ سال میں ۳۰ سال عمر بڑھ گئی یہ تو فائدہ ہے۔ نقصان یہ ہوا کہ وہ بیماریاں جو کہ اس گروپ میں زیادہ واضح ہوتی ہیں جن کی عمر زیادہ ہے یعنی ۴۰ - ۴۵ سال سے زیادہ، انصار اللہ کا گروپ، ان میں دل کے امراض آہستہ آہستہ زیادہ واضح ہونے شروع ہو گئے۔ پہلے ایوریج ۴۰ یا ۴۵ سال کی عمر میں انسان کی موت واقع ہو جاتی تھی۔ اس وقت دل کی امراض آہستہ آہستہ شروع ہوتی ہیں۔ اب جب ایک آدمی جب ۷۵ یا ۷۷ سال کی اوسط عمر میں فوت ہوتا ہے۔

تو ۳۰ سال کے عرصہ میں دل کی بیماریاں آہستہ آہستہ شروع ہو جاتی ہیں۔ اسکے علاوہ چند ایک اور بیماریاں بھی سامنے آ گئی ہیں وہ کینسر یا سرطان کی بیماری ہے۔ تو جہاں میڈیکل سائنس کے فوائد ہیں اور انسان کی عمر بڑھنی شروع ہو گی۔ وہاں اسکے ساتھ چند ایک اور بیماریاں بھی بڑھ گئیں تو یہ ایک (GRADUAL PROCESS) ہے جس میں ہمیں ان بیماریوں کے بارے میں وجہ معلوم کرنی پڑے گی۔ اور ان بیماریوں کے سلسلے میں احتیاطی تدابیر بھی معلوم کرنا پڑیں گی۔ یہ وہ چیزیں تھیں۔ جو پچھلے ۵۰ سال میں ایک تبدیلی لائیں جن کی وجہ سے دل کے امراض آہستہ آہستہ بڑھنے شروع ہو گئے یا نمودار ہونے شروع ہو گئے۔

ٹیکنالوجی کی ایڈوانسمنٹ کے ساتھ اب زیادہ بہتر طریق سے ایک ڈاکٹر یا ماہر امراض دل پیشتر اسکے کہ مرض ظاہر ہو اسکی تشخیص کر سکتا ہے۔

احتیاطی تدابیر کے بارے میں پہلی چیز جسکا میں ذکر کر چکا ہوں وہ ہے غذا کے بارے میں توازن رکھنا اور نسبت کا خیال رکھنا۔ مثلاً غذا میں زیادہ زور سبزیوں پر ہو۔ غذا میں زیادہ زور وائٹ میٹ پر ہو جس سے مرغی اور مچھلی مراد ہے اور غذا میں زیادہ زور خاص اوقات کی طرف ہو۔ یعنی دن میں جو تین اوقات کھانے کے مقرر ہیں انہی میں انسان کھانا کھائے اور اس میں بے احتیاطی نہ کرے

باقی صـ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ترجمہ:- آغا سیف اللہ ایم اے۔ ایل ایل بی

فلسطینی مسئلہ کا تاریخی پس منظر

مغربی سامراج فلسطینی عربوں سے جس ناانصافی اور فریب دہی کا مرتکب ہوا۔ اس کے عظیم شر کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ فلسطینی مسئلہ کا مطالعہ اس کے تاریخی پس منظر میں کیا جائے۔ مغربی طاقتوں یعنی فرانس۔ برطانیہ اور امریکہ نے اپنی بندوقوں کے سایہ تلے مختلف ممالک میں منتشر یہودیوں کی بہت بڑی تعداد کو فلسطین کی سرزمین میں اس کے باشندوں کی قیمت پر آباد کیا۔ صیہونیوں نے مغربی طاقتوں کی عملی حمایت اور مدد سے فلسطینیوں کو اُن کے گھروں سے بے دخل کیا بلکہ حقیقت میں انہیں زبردستی ان کے گھروں سے نکال باہر پھینکا۔

مغربی طاقتیں مشرقی ممالک کے وافر قدرتی وسائل کا استحصال جاری رکھنے کے لئے مشرق کے عوام کو منقسم رکھنے کی غرض سے ہر حد کو پار کرنے کے لئے تیار رہتی ہیں۔ ذیل کی سطور میں اس مسئلہ کے تاریخی پس منظر کا مختصر سا خاکہ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تاکہ صیہونیوں اور عربوں کی باہمی کشمکش میں غلط اور صحیح کے بارہ میں قاری خود فیصلہ کر سکے۔ یہود اور عرب دونوں سامی النسل ہیں اور یہودیوں کی زبان (عبرانی) بھی عربی سے مماثلت رکھتی ہے۔

اور یہودا کی نسبت سے (جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے حضرت یعقوبؑ کے فرزند تھے) ان کے مذہب کا نام یہودیت ہے۔ مسلمان یہودی قوم میں مبعوث ہونے والے تمام پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور ان کا صدق دل سے احترام کرتے ہیں اور بنی اسماعیل اور بنی اسرائیل کے جدّ امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظمت کو سلام کرتے ہوئے آپکو خلیل اللہ کے مقدس لقب سے یاد کرتے ہیں طویل زمانہ سے یہودی اور عرب ارض فلسطین میں اکٹھے رہتے رہے ہیں۔ اور یہ بھی مُسلّم حقیقت ہے کہ اس سرزمین میں ہمیشہ عربی زبان بولی جاتی رہی ہے اور یہ قطعہ ارض عرب دنیا کا جزو لازم رہا ہے۔ تاریخ کے ابتدائی دور سے عرب مسلسل یہاں رہتے چلے آئے ہیں اور جب یہودی بائیبل کے دور میں یہاں پر وارد ہوئے تو عرب پہلے ہی وہاں پر رہائش پذیر ہو چکے تھے اور واقعہ صلیب کے بعد ۱۳۲ء میں یہودی جب یہاں سے تتر بتر ہوئے تو پھر بھی عرب اس سرزمین پر رہتے چلے گئے۔ اس سلسلہ میں قابل توجہ دوسرا اہم نکتہ یہ ہے کہ حربی لحاظ سے دنیا کے سب سے زیادہ اہم علاقوں میں سے ہونے کے علاوہ یہ قطعہ ارض تین بڑے موحد مذاہب یہودیت عیسائیت اور اسلام کے لئے مقدس ہے جیسا کہ قرآن عظیم میں وارد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمانوں کی جانب سفر (معراج) مکہ مکرمہ میں کعبۃ اللہ سے شروع ہو کر القدس (یروشلم) میں مسجد اقصیٰ کے راستہ وقوع پذیر ہوا۔ اور اسی وجہ سے مکہ اور مدینہ کے بعد یروشلم مسلمانوں کا تیسرا بڑا مقدس مقام ہے۔

ایشیا۔ افریقہ اور یورپ کے سنگم CROSS-ROADS پر واقع ہونے کے لحاظ سے فلسطین نے تاریخ کے نشیب و فراز دیکھے ہیں۔ یہ کہنا صحیح ہے کہ شام اور فلسطین کی تاریخ، تاریخ عالم کا عکس ہے۔ اس علاقہ پر فلسطینی۔ یونانی۔ رومی ایرانی۔ صلیبی اور ترک وغیرہ مختلف لوگوں نے کامیاب حملے کئے۔ مگر موجودہ دور جدید تک عرب نہ صرف اس قطعہ ارض کے اکثر حصہ کے مالک رہے بلکہ نوّے سے پچانوے فیصد تک اس کی آبادی عربوں پر مشتمل رہی۔

فلسطین سے یہودیوں کا رابطہ

فلسطین سے یہود کا رابطہ اس وقت شروع ہوا جبکہ ان کے جدّ امجد حضرت ابراہیم نبی اللہ علیہ السلام نے تقریباً ۳۸۰۰ سال قبل کلدیہ (موجودہ عراق) کے علاقہ سے اپنے اور اپنے متبعین پر نمرود کے شدید ظلم و ستم سے تنگ آ کر ہجرت کر کے فلسطین میں آ گئے۔ نمرود ایک ظالم حکمران تھا۔ جس نے الوہیت کا دعویٰ کیا تھا۔ جیسا کہ قبل ازیں ذکر کیا جا چکا ہے اس علاقہ میں کنعانی سامی نسلیں پہلے ہی آباد ہو چکی تھیں۔ جو ۲۵۰۰ سال قبل مسیح مغربی شام اور فلسطین پر قابض تھیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپکے متبعین کے یہاں پر آباد ہونے سے پہلے کا زمانہ ہے۔

اس زمانہ کے کنعانی قبائل موجودہ وقت کے فلسطینیوں کے آباؤ اجداد ہی تھے نہ کہ کوئی اور لوگ جو عربی زبان بولتے تھے۔ اور بعد میں ان لوگوں کی اکثریت نے اسلام قبول کر لیا جبکہ بعض نے عیسائیت کو اپنا دین بنا لیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فلسطین میں رہے اور اسی جگہ آپ نے وفات پائی۔ آپ کے زمانہ حیات میں سوائے چند معمولی نوعیت کے واقعات کے آپ کے پیروکار مقامی آبادی کے ساتھ پر امن طور پر رہتے رہے لیکن آپ کی وفات کے بعد ان کے مقامی لوگوں کے ساتھ چراگاہوں اور پانی کے چشموں کی ملکیت پر جھگڑے ہونے لگے۔ جن میں مقامی باشندوں کو بالادستی حاصل رہی حتّٰی کہ ۱۲۲۵ قبل مسیح میں پیغمبر خدا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قیادت میں یہودی مہاجرین فرعون مصر کی حراست سے نکل کر یہاں پر آئے اور انہوں نے مقامی آبادی کو شکست دے کر اس ملک میں اپنے آپ کو مستحکم کر لیا۔

دسویں صدی قبل مسیح کے وسطی دور میں حضرت داؤدؑ اور آپ کے فرزند حضرت سلیمان علیہما السلام کے عہد حکومت میں یہودی فلسطین میں برتر قوّت بن گئے۔ ۹۶۱ قبل مسیح حضرت داؤد علیہ السلام نے یروشلم کو فتح کر کے اسے دارالخلافہ بنایا اور فلسطینیوں کی طاقت کو توڑ ڈالا۔ اس طرح سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے سنہری تجارتی دور کی ترقی کے لئے راستہ ہموار ہو گیا۔ (یہ زمانہ ۹۶۱ سے ۹۲۲ قبل مسیح کا تھا)

حضرت سلیمان کی وفات کے بعد یہودیوں میں تفرقہ پڑ گیا۔ ایسی صورت حال میں بابل کے بادشاہ سارگون نے فلسطین پر حملہ کیا اسے فتح کر لیا اور یہودیوں کو ہانک کر بابلون Babylon لے گیا اور ان کو قیدی بنا لیا۔ بعد ازیں جب ایرانیوں نے فلسطین کو فتح کیا تو یہودیوں کو واپسی کی اجازت ملی اور وہ تقریباً دو سو سال امن میں رہے لیکن اس سرزمین پر یونانی قبضہ کے بعد خصوصاً اسکندر کی وفات کے بعد یہودیوں کی قومی زندگی کا تاریک دور شروع ہو گیا۔ یونانی جنرل انٹی گونس ANTIGONUS کے تحت یہودی قوم پر سخت مظالم ہوئے اور اُن کے لئے خوف و ہراس کی فضا قائم کی گئی۔

اس طرح جب ٹولمی PTOLEMY نے فلسطین پر قبضہ کیا تو وہ مصر میں ایک لاکھ یہودیوں کو قیدی بنا کر لے گیا۔ واقعہ صلیب کے ۷۰ سال بعد اب یہود سے نپٹنے کے لئے رومیوں کی باری آئی۔

اور فلسطین پر رومیوں کا قبضہ یہودیوں کے لئے تباہ کن ثابت ہوا۔ یہ جنرل ٹائٹس کا دور حکومت تھا۔ جس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے تعمیر کردہ شاندار معبد کو تباہ کر کے اسے جلا دیا۔ اور رومی سپاہی یروشلم پر قبضہ ہو جانے کے بعد بھی اس کی تباہی میں مصروف رہے۔ یہودیوں کے اجتماعی قتل عام کے علاوہ ان کے کاہنوں کو قتل کیا اور لوٹ مار کی۔ تاہم کچھ عرصہ بعد اس علاقہ میں عیسائیوں کی بڑھتی ہوئی طاقت کو دبانے کی خاطر رومی حکومت نے یہود کو یروشلم میں واپس جانے اور وہاں پر رہنے کی اجازت دی یہ امر مدّنظر رہے کہ رومیوں نے قبول مسیحیت سے قبل عیسائیوں پر سخت ظلم کئے اور ایسی صورت احوال نے یہودیوں کو یہ موقع فراہم کیا کہ وہ یروشلم میں اپنے آپ کو ازسرِ نو مستحکم کر لیں۔ چنانچہ یہود نے اپنی پوزیشن کو مضبوط کر لینے کے بعد ۱۳۲ عیسوی میں رومیوں کے خلاف بغاوت کر دی۔ لیکن یہ بغاوت بیدردی سے کچل دی گئی۔ ہزاروں یہودیوں کا قتل عام ہوا۔ باقی ماندہ کو فلسطین سے نکال دیا گیا۔

اس کے بعد یہودی عرب دُنیا کے مختلف حصوں اور یورپ میں منتشر ہو گئے۔ اور ان مقامات پر وہ مستقل آباد ہو گئے۔ انہوں نے فلسطین کو واپس جانے کے لئے کوئی منظم تحریک نہیں چلائی ماسوائے ان میں سے چند ایک کے جو مذہبی رجحان رکھتے تھے۔ ایسے مذہبی لوگوں نے اس نظریہ کو پروان چڑھایا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ ایک روز مسیحا مبعوث ہوگا اور وہ ارض مقدس تک جانے کے لئے یہود کی قیادت کرے گا۔

اس نظریہ کی بناء پر عیسائیوں اور مسلمانوں کی مانند یہودیوں نے بھی اس سرزمین سے اپنی روحانی وابستگی برقرار رکھی۔

انیسویں صدی کی آخری چوتھائی تک جبکہ یہاں پر عثمانی سلطنت تھی۔ یہودی فلسطینی علاقہ سے تقریباً اٹھارہ سو سال باہر رہے اور اس عرصہ میں کبھی بھی یہودیوں نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ فلسطین اُن کا قومی وطن ہے یہ امر باعث دلچسپی ہے کہ یہودی جن ممالک کی جانب ہجرت کر گئے تھے۔ وہیں پر انھوں نے مستقل رہائش اختیار کرلی اور مطمئن ہو گئے۔ اس سارے طویل عرصہ میں فلسطینی مسئلہ کا نام و نشان بھی نہ تھا۔

اگر یورپ میں تحریک نشأۃ ثانیہ جنم نہ لیتی (جس نے مشرق پر اہل مغرب کے تسلط کا راستہ کھول دیا) اور جس تحریک کے نتیجہ میں یورپ میں یہودیوں پر ظلم و ستم ہوا اور ان کا قتل عام کیا گیا تو یہ مسئلہ فلسطین بھی پیدا نہ ہوتا۔ دنیا بھر میں صرف یہود ہی ایسے لوگ ہیں جو بوجہ مخصوص طرزِ بود و باش رکھنے کے دور جدید تک مختلف زمانوں میں مختلف اقوام کا نشانہ ستم بنے رہے ہیں اور ان کا قتل عام ہوتا رہا۔ یورپین لوگوں نے یہودیوں کو جن مصائب کا نشانہ ستم بنایا اس کے لئے کوئی جواز نہ تھا۔ تاہم یہودیوں پر جو قابل رحم اور غم ناک حالت وارد ہوئی اس میں خود اُن کا بھی حصہ تھا اور ان کو اس سے کلیتاً بری الذمہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔

وہ جہاں کہیں بھی گئے انہوں نے مقامی آبادی کو ہمیشہ اپنے سے کم تر جانا اور ان کو unclean پلید سمجھا۔ انھوں نے خود کو خدا کی برگزیدہ قوم شمار کیا جبکہ غیر یہود کو جانوروں کا درجہ دیا۔ انہوں نے اپنے عمل سے بھی اپنے آپ کو غدار اور غیر وفادار جمیعت ثابت کیا۔ جیسے کہ انتولی فرانس ANATOLE FRANCE نے بیان کیا ہے کہ یہودیت ایسا دین نہیں جو متحد کرے۔ بلکہ یہ وہ قینچی ہے جو جدا کرتی ہے۔

پس یہ امر بلاوجہ نہ تھا کہ یونانیوں اور رومیوں دونوں نے یہودیوں کو غدار اور نسل انسانی سے نفرت کرنے والا قرار دیا۔ یہ تاریخی ستم ظریفی ہے کہ یہودی اپنے مخصوص اوصاف کے باوجود اگر کبھی امن و سکون سے لطف اندوز ہوئے تو یہ وہ زمانہ ہے جو قرون وسطیٰ کی عرب حکومت میں ان کو میسر آیا۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کو اب یہودی دوسروں کے گناہوں کی پاداش میں تہ تیر کرنے میں تلے بیٹھے ہیں۔

تاریخ دان متفقہ طور پر تسلیم کرتے ہیں کہ یہود کی ۸۵ سے ۹۰ فیصد تک آبادی ایک لمبے زمانہ تک مسلم دنیا میں رہی۔ ۱۴۹۲ء میں جب سپین سے یہودیوں کو دوبارہ نکالا گیا تو اُس زمانہ میں بہت سے یورپی ممالک کے دروازے اُن پر بند تھے اس وقت ان کو عالم اسلام میں ہی پناہ نصیب ہوئی۔

سوائے چند مستثنیات کے صدیوں تک یہودی مسلمانوں کے تحت سکون اور امن کی زندگی گزارتے رہے۔ انہوں نے اپنی خودمختاری کی حدود میں تہذیبی اور علمی ترقی کی۔ یہودی افسر اپنی شریعت کے مطابق یہودیوں کے مذہبی اور دیوانی امور کا انتظام کرتے تھے۔

صیہونیت بطور ایک غیر یہودی تحریک کے

صیہونیت یہودی تحریک سے کوسوں دور تھی اور یہ محض مغربی سامراج کی پیداوار ہے اس نے یورپی سرزمین میں جنم لیا اور پھر اس کا بھرپور پروپیگنڈہ کیا گیا۔ ابتدائی مرحلہ میں اسے یہودی عوام کی حمایت حاصل نہ تھی لبرل اور آرتھوڈکس (آزاد منش اور قدامت پسند) دونوں قسم کے یہودیوں نے سیاسی اور مذہبی وجوہ کی بناء پر اس تحریک کی مخالفت کی۔

اسی مخالفت کا دوسرا باعث یہ تھا کہ مذہبی رجحان رکھنے والے یہودی یہ سمجھتے تھے کہ اس تحریک کے مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے اس میں حصہ لینا گویا خداوند تعالےٰ کے اس اختیار اور قدرت پر ہاتھ مارنا ہے جو اسے مسیح کو مبعوث کرنے میں حاصل ہے (کیونکہ وہ یہی سمجھتے تھے کہ فلسطین کی جانب واپسی تو اس وقت ہو گی جب رضائے خداوندی مسیح کو مبعوث کرے گی۔ یہ عقیدہ ان میں رائج تھا ناقل) مثال کے طور پر ہبرون HEBRON اور یروشلم کے یہودی سیاسی صیہونیت کے سخت مخالف تھے ان کی دلیل یہ تھی کہ خدا اسرائیل کو اپنی مرضی سے کسی اچھے وقت میں واپس لائے گا اور خدا کے فرمان سے آگے قدم رکھنا بے ایمانی ہے۔

سیاسی صیہونیت کی غیر یہودی بنیاد اس امر سے مزید واضح ہوتی ہے۔ کہ انتشار کی حالت میں زندگی بسر کرنیوالے یہودیوں کو فلسطین کے بطور ایک یہودی قومی وطن سے کچھ تعلق نہ تھا انہوں نے جن ممالک میں جنم لیا تھا۔ وہیں قیام کرنے پر مطمئن تھے چنانچہ مغربی یورپ اور آرمینیا کے یہودی شہری آزادیوں کے لئے جدوجہد کرتے رہے اسی طرح جرمن یہودیوں نے ہمیشہ جرمن حب الوطنی کا یقین دلایا اور اپنے آپ کو اس سرزمین کا فرزند کہلوایا۔ اور وہ جرمن اور یہودی ہونے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ یہی بڑا سبب تھا کہ جب تھیوڈور ہرزل نے میونخ کے مقام پر پہلی یہودی کانگرس کا انعقاد کرنا چاہا تو قدامت پسند اور اصلاح پسند دونوں قسم کے جرمن ربیوں نے اُس کی سخت مخالفت کی۔

اب حالیہ تاریخ کی جانب آئیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ سامی نسل کے خلاف اٹھنے والی رَو نہایت سرعت سے سارے مشرقی یورپ میں سرایت کر گئی جہاں پر یہودیوں کی بہت بڑی جمعیت بن چکی تھی سامی نسل کے خلاف یہ تحریک فلسطینی مسئلہ کا پیش خیمہ بنی۔ اس تحریک نے انیسویں صدی میں جو زیادتیاں کیں ان میں سے زار روس کے مظالم اور درندگی کی مثال نہیں ملتی۔

۱۸۸۱ء میں روس میں منظم قتل عام کیا گیا اور ۱۶۰ یہودی مراکز کلیتہً تباہ کر دیئے گئے۔ مشرقی یورپ کے ان واقعات نے یہودیوں کے احساس محرومی میں اضافہ کیا۔ یہودیوں کی بہت بڑی تعداد مغربی اور وسطی یورپ میں ہجرت کر گئی۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ ۱۸۸۲ء سے ۱۹۲۴ء کے دوران مشرقی یورپ کے ۲۵ لاکھ یہودی مغرب کی جانب ہجرت کر گئے اور ان میں سے زیادہ تعداد روس کے یہودیوں کی تھی لیکن مغربی اور وسطی یورپ میں بھی یہودی جلد ہی سامی نسل کے خلاف چلنے والی تحریک کا خصوصی نشانۂ ستم بن گئے اور ان پر حملے ہونے لگے۔

اس زمانہ میں یہودی مسئلہ اپنے پورے جوبن پر تھا اور اسے حل کرنا درکار تھا۔ سامراجی طاقتیں (خصوصاً فرانس اور برطانیہ) اس مہم میں مصروف کار ہوگئیں۔ اس لئے نہیں کہ ان طاقتوں کو یہودیوں سے کوئی ہمدردی تھی بلکہ ان طاقتوں کا واحد مقصد اپنے سامراجی عزائم کی تکمیل کے لئے مشرق وسطیٰ کو منقسم رکھنا تھا تاکہ حربی نقطۂ نگاہ سے وہ دنیا کے اس وسیع و عریض حصہ پر کنٹرول رکھ سکیں اور پھر یہ بھی مقصود تھا۔ کہ وہ فلسطین میں اسرائیل کی صیہونی ریاست کا پودا لگا کر ان علاقوں کو بلاشرکت غیرے اہل یورپ کے لئے محفوظ کرلیں۔ ان مقاصد کے حصول کی خاطر ان مغربی طاقتوں نے یہودی راہنماؤں کو یہ یقین دلایا کہ ان کے مسئلہ کا قدرتی حل فلسطین میں ان کی واپسی ہے۔ چنانچہ سیاسی صیہونیت کی حوصلہ افزائی اور مدد کی گئی یورپین ممالک میں سے فرانس پہلا ملک تھا کہ جس نے فلسطین میں یہود کے لئے قومی وطن کے نظریہ کا پتہ پھینکا۔

قبل ازیں ۱۰۹۶ سے ۱۲۹۲ عیسوی کے درمیان مسلم ایشیاء کے خلاف صلیبی جارحیت میں نیزہ کی انی پر یہ نظریہ جنم لے چکا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ۱۷۹۸ء میں نپولین نے یہ خفیہ منصوبہ بنایا تھا کہ مشرقی عرب پر اپنے قبضہ کی امکانی صورت میں وہ اس علاقہ میں یہودیوں کی دولت مشترکہ کو قائم کرے گا اور یہی وجہ تھی کہ یہودیوں نے ہر جگہ پر اس کی حمایت کی تھیوڈور ہرزل نے مغربی سامراج کی حوصلہ افزائی اور مدد سے اگست ۱۸۹۷ء میں باسل BASTL کے مقام پر پہلی صیہونی کانفرنس منعقد کی جس سے اس امر کی نشان دہی ہوگئی کہ صیہونیت بطور ایک بین الاقوامی تحریک کے شروع ہو چکی ہے۔ نہایت بد دیانتی سے انہوں نے عربوں کے خلاف ہر قسم کی دھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دہی اور فریب کو روا رکھا۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران مغربی طاقتوں نے اپنی ممکنہ فتح کی صورت میں عربوں سے مکمل آزادی کا وعدہ کیا اور اس طریق پر ترکوں کی عثمانی سلطنت کے خلاف ان کی مدد حاصل کی۔ اور عرب اپنی آزادی کی امید میں کٹر قوم پرستوں کی طرح اپنے ہی ہم مذہب ترکوں کے خلاف لڑے۔ لیکن جب جنگ کے اختتام پر عثمانی سلطنت کا زوال ہوگیا تو عربوں کو دھوکہ دیا گیا اور وہ برطانیہ و فرانس کی رعایا بن گئے۔

اب فلسطین برطانوی حکومت کے سایہ تلے ایک زیرِ انتداب علاقہ کی حیثیت اختیار کر گیا۔ ۲، نومبر ۱۹۱۷ء میں بدنام زمانہ بالفور اعلامیہ جاری کیا گیا جس میں برطانیہ نے ۷ لاکھ فلسطینی عربوں کی خواہشات اور امنگوں کے بالکل برعکس یہودیوں کے لئے ایک قومی وطن کے قیام کا وعدہ کیا۔ اس وقت عرب فلسطین کی کل آبادی کا تمانوے فیصد حصّہ تھے فلسطین کے دروازے اب بڑے پیمانے پر یہودی مہاجرین کے لئے کھول دیئے گئے۔ جس کے نتیجہ میں ۱۹۱۸ء میں یہودیوں کی فلسطین میں آبادی ۷ فیصد سے بڑھ کر ۱۹۴۷ء میں ۳۳ فیصد ہوگئی۔

صیہونی اور ان کے سامراجی حمایتی امریکہ کی تائید سے اب بڑے فعال اور جارح ہو چکے تھے یہاں تک کہ ۱۵ مئی ۱۹۴۸ء کو فلسطین میں اسرائیل کی یہودی سلطنت کا اعلان کیا گیا جس کی بنیاد سراسر عریاں عصبیت اور فاشسٹ راہزنی پر تھی اس صورت حال میں بے یار و مددگار معصوم فلسطینی اور دیہی آبادکار بڑی تعداد میں مظلومیت کی حالت میں مارے گئے۔ ان کی جائیدادوں کو لوٹ لیا گیا اور جو موت سے بچ گئے وہ ترک وطن کر کے مہاجر بن گئے۔ آخر میں یہ ذکر کرنا بے محل نہ ہوگا کہ بین الاقوامی شہرت کے حامل یورپی تاریخ دان آرنلڈ ٹوئن بی ARNOLDTOYNBEE اور مہاتما گاندھی دونوں ہی ان تاریخی حقائق اور واقعات سے آگاہ تھے جس کی وجہ سے انہوں نے فوراً ہی فلسطین میں صیہونی تحریک کی اعلانیہ مذمت کی۔

آرنلڈ ٹوئن بی نے کہا:۔

۱۸۰۰، سو سال گزر جانے کے بعد یہ نہیں کہا جا سکتا کہ فلسطین یہودیوں کی سرزمین تھی۔ وگرنہ اب امریکہ بھی ریڈ انڈینز کی ملکیت ہونی چاہیئے۔ نیز انگلستان اور دنیا کے بہت سے دوسرے ممالک میں صورت حال مختلف ہونی چاہیئے۔ میری رائے میں یہودیوں کو فلسطین میں سوائے ذاتی ملکیت رکھنے کے کوئی اور حق حاصل نہیں۔ ان کو ایک ریاست قائم کرنے کا کوئی حق نہیں۔ یہ بڑی بدبختی کی بات ہے کہ ایک ریاست کی تشکیل مذہبی بنیادوں پر ہوئی ہے۔

مہاتما گاندھی نے کہا کہ

مجھے کوئی شبہ نہیں کہ وہ غلط راستہ پر چل رہے ہیں۔ بائیبل کی رو سے فلسطین کا جو تصوّر ہے وہ ایک جغرافیائی قطعہ ارضی نہیں یہ ان کے دلوں میں ہے۔ لیکن اگر وہ ارض فلسطین کو اپنا وطن ہی سمجھتے ہیں۔ تو برطانوی بندوق کے سایہ تلے ان کا اس میں داخل ہونا غلط ہے۔ ایک دینی کام کی تعمیل سنگین یا بم کی مدد سے نہیں ہو سکتی۔ وہ فلسطین میں صرف عربوں کی خوشنودی سے ہی قیام پذیر ہو سکتے ہیں۔ جیسی کہ صورت حال ہے وہ ایسے لوگوں کی غارت گری کرنے میں برطانیہ کے شریک کار ہیں کہ جنہوں نے ان سے کوئی برائی نہیں کی۔

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ انڈیا کے ایک پروفیسر ڈاکٹر عبدالعلی نے تحریر کیا۔

ماخوذ از مسلم ورلڈ جرنل
شمارہ مئی جون ۱۹۸۹ء

بقیہ: دِل کے عوارض

آج کی تگ و دو میں اور مصروف زندگی میں اکثر دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ کئی لوگ دوپہر کا کھانا چھوڑ دیتے ہیں یا کئی لوگ رات کا کھانا چھوڑ دیتے ہیں یا بغیر وقت کے کھانا کھاتے ہیں۔

یہ وہ چیزیں ہیں جو کہ سخت نقصان دہ ثابت ہوتی ہیں۔ تو سبزیوں کا زیادہ استعمال اور وائٹ میٹ کا استعمال پھلوں کا استعمال اگر ذیابیطس یا شوگر کی بیماری نہیں ہے۔ اور ایک متوازن غذا کا استعمال کریں۔ متوازن سے میری مراد یہ ہے کہ اس غذا کے تین مختلف حصے ہیں۔ جس میں کاربوہائیڈریٹس یا نشاستہ والی چیزیں۔ فیٹس یا روغنیات ہیں اور پروٹینز یہ تین چیزیں شامل ہیں۔

ان میں زیادہ مقدار جو کہ ۴۰ فیصد کے قریب سٹارچ والی ہونی چاہیئے۔ ۳۵ سے ۴۰ فی صد پروٹینز والی ہونی چاہئیں مثلاً گوشت وغیرہ اور ۱۵ سے ۲۰ فیصد فیٹس ہونی چاہئیں یا روغنیات۔ اور روغنیات میں خاص طور پر زور POLY-UNSATURATED FATS سے ہے نہ کہ SATURATED فیٹس سے ہے SATURATED فیٹس سے میری مراد دیسی گھی۔ مکھن۔ بالائی یا انڈے کی زردی اس میں اس قسم کی فیٹس ہیں جو کہ خون میں داخل ہو کر آہستہ آہستہ خون کو گاڑھا کرنا شروع کرتی ہیں۔ کولیسٹرول کو بڑھاتی ہیں اور پھر کولیسٹرول آہستہ آہستہ خون کی نالیاں جو دل کو خون سپلائی کرتی ہیں ان میں جمع ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔ اور اس میں ایک تنگی واقع ہونی شروع ہو جاتی ہے آہستہ آہستہ انجائنا کی تکلیف یا ہارٹ اٹیک کی تکلیف ہو جاتی ہے۔ لیکن اس سے میری یہ مراد یہ نہیں کہ بالکل ہی یہ SATURATED FASTS نہیں کھانی چاہیئیں بچوں کے لئے SATURATED FAST بہت ضروری ہیں لیکن بڑوں کے لئے ۴۰ سال کی عمر کے بعد SATURATED FAST جتنی کم کی جائیں اتنا بہتر ہے۔

ایک چیز جو کہ بہت ضروری ہے۔ ورزش ہے اور ورزش کے بارے میں یہ چیز میں بتا دوں کہ چہل قدمی کرنا یا آہستہ آہستہ چلنا ورزش میں شامل نہیں۔ میں نے اس پر غور کیا اور ایک حدیث پر غور کرنے سے یہ چیز میرے سامنے آئی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح فجر کی نماز کے بعد سیر پر نکلا کرتے تھے اور وہ چلتے اس طرح تھے جس کو ہم دوسرے لفظوں میں بریسک واک BRISK WALK کہتے ہیں اور اگر آپ لوگوں نے اولمپکس میں دیکھا ہو تو ان میں ایک واکنگ کی کمپیٹیشن ہوتی ہے۔ تو چلنے کا انداز اس طرح تھا کہ پہلا قدم جب اٹھتا تھا تو دوسرا قدم ساتھ اٹھتا تھا۔ دونوں قدم ایک وقت پر زمین پر نہیں ہوتے تھے یہی وہ بریسک واک ہے جو کہ ضروری ہے اور اندازہ یہ تھا کہ تقریباً ۴۵ منٹ سے ایک گھنٹے تک صبح کی سیر کی تکمیل کیا کرتے تھے اب اس میں نکتہ یہ ہے۔

۱: ہمیشہ واک یا ورزش خالی پیٹ کیجائے

۲: صبح کی ہوا میں اوزون کی ایک خاص لئیر (LAYER) ہوتی ہے جسے ہم O_3 کہتے ہیں۔ آکسیجن میں دو ایٹم ہوتے ہیں آکسیجن کے اوزون میں ایک تیسرا ہوتا ہے۔ تو آپ جب ایکسرسائز کرتے ہیں تو صبح کی ہوا کی میں زیادہ آکسیجن اپنے جسم میں لیتے ہیں۔ جس سے دل کو طاقت ملتی ہے۔ پھیپھڑوں کو طاقت ملتی ہے۔ باقی اعضاء کو بھی طاقت ملتی ہے

۳: تیزی سے چلنے سے یہ مراد ہے کہ جب تک آپ کسی چیز کو ڈیولپ نہ کریں مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ جب تک دل کی رفتار نہ بڑھے اسکے ساتھ کچھ تھوڑا سا بلڈ پریشر نہ بڑھے آپ کے اعصاب ڈیولپ نہ ہوں اسوقت تک دل کی طرف خون تیزی سے گردش نہیں کر سکتا اور دل مضبوط نہیں ہو سکتا۔

۴: جتنا آپ تیز چلیں گے اتنا ہی زیادہ آپ اپنے خون کے اور جسم کے اندر موجود چربی جلائیں گے اسکو استعمال کریں گے۔ بہر حال صبح کے وقت خالی پیٹ تیز چلنے کی ایکسرسائز بہت ضروری اور مفید ہے۔

کئی دوست پوچھتے ہیں کہ شام کے وقت ٹہلنا صحیح ہے۔ نفسیاتی طور پر تو صحیح ہے۔ لیکن جو چیز ضروری ہے وہ یہ ہے کہ آپ اتنی ایکسرسائز کریں کہ جس میں آپ اپنے دل کی رفتار کو تھوڑا سا بڑھائیں۔ لیکن بہترین طریق یہ ہے کہ ایکسرسائز آپ علی الصبح کریں۔ جب آکسیجن وافر اور ہوا زیادہ صاف ہوتی ہے۔ اپنی تقریر کے آخر میں اپنے ڈاکٹر احباب سے میرا یہ خطاب ہے جو کہ احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن کے احیائے نو کا اعلان ہے اور آج جمعۃ المبارک کی اس مبارک مجلس میں چند باتیں احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن کے متعلق کہنا چاہتا ہوں اخبار الفضل میں اس کا اعلان بھی ہو چکا ہے۔ حضور نے اس کا دوبارہ احیاء فرمایا ہے اور اس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہمارا ہر احمدی ڈاکٹر انفرادی طور پر نہایت قابل ہے۔ خلوص اور محنت اس کے درخشندہ جوہر ہیں انسان دوستی اور خوش اخلاقی کے جلوے اس کی جبیں سے ظاہر ہیں۔ مزید برآں اپنے مریضوں کی شفایابی کیلئے اس کے پاس وہ ہمیشہ دستِ دعا ہے۔ اب وقت کا تقاضا یہ ہے کہ ان منفرد جوہروں کو اکٹھا کیا جائے ان کی دوبارہ تنظیم ہو یہ احیائے نو کا اعلان اسی مقصد کے لئے ہے۔ ہم ڈاکٹر اپنی تنظیم کریں۔ اپنے حالات حاضرہ کے مطابق پروگرام بنائیں اور اپنے پیارے امام کی راہنمائی میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوبارہ عزم اور ہمت اور جوش کے ساتھ کام کریں۔ ہمیں یقین ہے کہ حضور کی دعائیں اور راہنمائی معجزانہ طور پر حیرت انگیز نتائج برآمد کرے گی تمام احمدی ڈاکٹروں سے میری یہ اپیل ہے (نہ صرف ڈاکٹروں سے بلکہ پیرامیڈیکل سٹاف سے بھی) کہ وہ اپنے مطلوبہ کوائف جتنی جلدی ہو امیر صاحب اسلام آباد کو پہنچا دیں تاکہ مزید کاروائی عمل میں لائی جا سکے۔

وصایا

ضروری نوٹ:۔

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۷۲۹۶:۔ میں محمد یعقوب ولد عبدالرحمن صاحب قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر ۳۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کراچی بقائمی ہوش وحواس بلاجبرو اکراہ آج بتاریخ ۳۰/۶/۸۹ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۵۰/- روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد محمد یعقوب 26/1-J سیکٹر ½۱۱ اورنگی ٹاؤن کراچی نمبر ۴۱۔ گواہ شد نمبر۱ غلام مصطفےٰ جنجوعہ وصیت نمبر ۲۴۰۹۷۔ گواہ شد نمبر۲۔ رحمت علی وصیت نمبر ۱۹۰۰۰۔

مسل نمبر ۲۷۲۹۷:۔ میں نذیر بیگم عباسی زوجہ قاضی بشیر احمد کھوکھر قوم عباسی پیشہ خانہ داری عمر ۶۱ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن شیخوپورہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ ۲-۶-۸۹ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جسکی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے (۱) زیورات طلائی ۳¼ تولہ مالیتی ۱۱۸۰۰/- روپے (۲) حق مہر بذمہ خاوند ۵۰۰/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۲۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ نذیر بیگم عباسی محلہ ہنجراواں شیخوپورہ۔ گواہ شد نمبر۱۔ مظفر حسین عباسی وصیت نمبر ۲۱۱۳۶۔ گواہ شد نمبر۲ قاضی بشیر احمد وصیت نمبر ۱۶۶۱۰۔

مسل نمبر ۲۷۲۹۸:۔ میں حمید احمد زاہد ولد میاں بدرالدین صاحب قوم جاٹ پیشہ ملازمت عمر ۴۳ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن مسلم گنج شیخوپورہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ ۵/۵/۸۹ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (۱) مکان نمبر ۲۱/۴ دارالیمن غربی ربوہ مالیتی ۴۵،۰۰۰/- روپے (۲) تین پلاٹ دس مرلہ طاہر آباد ربوہ مالیتی ۲۴،۰۰۰/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۲،۰۰۰/- روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ حمید احمد زاہد عثمان سٹریٹ خالد روڈ مسلم گنج شیخوپورہ۔ گواہ شد نمبر۱۔ بشیر منظور وصیت نمبر ۲۴۲۴۴، گواہ شد نمبر۲۔ عبدالمتین سیکرٹری اصلاح وارشاد شیخوپورہ۔

مسل نمبر ۲۷۳۰۲:۔ میں محمد حنیف ولد حضرت مولانا محمد حسین صاحب قوم راجپوت پیشہ فوجی پنشنر عمر ۴۷ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۱۰/۹ دارالنصر غربی ربوہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ ۲۷/۱۰/۸۹ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ مکان ۱۰/۹ دارالنصر غربی برقبہ دس مرلہ مالیتی ایک لاکھ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۶۰۰/- روپے ماہوار بصورت پنشن مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ صوبیدار میجر محمد حنیف ۱۰/۹ دارالنصر غربی ربوہ۔ گواہ شد نمبر۱۔ محمد سعید وصیت نمبر ۱۹۹۵۶، گواہ شد نمبر۲۔ سلطان محمد ادریس کارکن دفتر الوصیت۔

مسل نمبر ۲۷۳۰۳:۔ میں آسیہ ریاض زوجہ ریاض محمود باجوہ قوم وڑائچ پیشہ تدریس عمر ۲۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن چونڈہ ضلع سیالکوٹ حال کوارٹر نمبر ۵۱ صدر انجمن احمدیہ ربوہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ ۱۷/۸/۸۹ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے (۱) زیورات طلائی ۲ تولے ۴ ماشے مالیتی ۷۰۰۰/- روپے (۲) حق مہر ۳۰۰۰/- روپے (۳) تین ایکڑ زمین چک نمبر 370/B لاٹ نمبر ۳۴ ضلع لیہ مالیتی ۲۴،۰۰۰/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ایک ہزار روپے ماہوار بصورت تدریس مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ آسیہ ریاض زوجہ ریاض محمود باجوہ کوارٹر نمبر ۵۱ صدر انجمن احمدیہ ربوہ۔ گواہ شد نمبر۱۔ ریاض محمود باجوہ وصیت نمبر ۲۱۵۱۵، گواہ شد نمبر۲ سید طاہر محمود ماجد وصیت نمبر ۲۲۸۹۶۔

مسل نمبر ۲۷۳۰۴:۔ میں ناصر احمد ولد عبدالسلام صاحب قوم بھٹی پیشہ طالب علم عمر ۲۱ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۳۰ ناصر آباد ربوہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ ۹-۵-۸۹ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۵۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ ناصر احمد ولد عبدالسلام۔ ۳۰ ناصر آباد ربوہ۔ گواہ شد نمبر۱۔ نعمت اللہ شمس وصیت نمبر ۲۲۹۴۸۔ گواہ شد نمبر۲۔ خورشید احمد وصیت نمبر ۱۶۲۰۹۔

نادار مریضوں کے علاج کیلئے فضل عمر ہسپتال کو عطیا بھجوائیں

فضل عمر ہسپتال ربوہ میں نادار اور مستحق مریضوں کا علاج مفت کیا جاتا ہے جماعت کے صاحب حیثیت اور مخیر احباب سے گذارش ہے کہ وہ اپنے نادار بھائیوں کے علاج کیلئے "مدامداد مریضان" میں زیادہ سے زیادہ عطیات بھجوائیں۔ یہ عطیہ جات براہ راست مدامداد مریضان خزانہ صدر انجمن احمدیہ یا ہسپتال کے ذریعہ جمع کروائے جاسکتے ہیں۔

ایڈمنسٹریٹر
فضل عمر ہسپتال

ہفتہ وقفِ جدید

مجلس اطفال الاحمدیہ پاکستان کی طرف سے ۱۶ تا ۲۳ جنوری ۱۹۹۰ء ہفتہ وقف جدید منایا جارہا ہے۔

سیکرٹری وقف جدید
اطفال الاحمدیہ پاکستان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اقوام متحدہ کے فوجی دستے کی توسیع

(افغانستان / پاکستان)

اقوام متحدہ کا جو فوجی دستہ افغانستان اور پاکستان کی سرحدوں پر متعین ہے سیکیورٹی کونسل نے گذشتہ روز اس کی میعاد میں دو ماہ کی توثیق کر دی ہے۔ جس کونسل نے اس کی میعاد میں توسیع کی ہے وہ ۱۵ رکنی ہے اور اس نے ایک ریزولیوشن کے ذریعے یہ توسیع کی ہے۔ اس ریزولیوشن کے متعلق اس کے اجلاس سے پہلے آپس میں گفت و شنید ہوتی رہی اور اس کے نتیجے میں یہ طے پایا کہ ایسا ریزولیوشن پاس کر لیا جائے۔ اگرچہ اس گفت و شنید کے دوران امریکہ اور روس کے شدید اختلافات ابھر کر سامنے آئے۔ اس دستے کے چالیس رکن ہیں اور اس کے مستقبل کے متعلق امریکہ اور روس دونوں کے خیالات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس دستے کو یونائیٹڈ نیشنز "گڈ آفسز مشن ان افغانستان اینڈ پاکستان" کہا جاتا ہے۔

"GOOD OFFICES MISSION IN AFGHANISTAN AND PAKISTAN"

یہ دستہ روسی فوجوں کی افغانستان سے واپسی پر نظر رکھنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ اگرچہ اس امر کے علاوہ اس کے بعض دیگر فرائض بھی تھے جن کا جینوا کے معاہدے سے تعلق تھا۔ جینوا کا معاہدہ جس پر پاکستان اور کابل کی حکومت نے دستخط کئے تھے۔ گذشتہ ۱۴ اپریل ۱۹۸۸ء کو طے پایا تھا۔ اس دستے کی میعاد ۱۵ جنوری کو ختم ہونے والی تھی۔ سفارتی نمائندوں کا خیال ہے کہ روس کی یہ خواہش تھی کہ اس دستے کو مزید ۶ ماہ کے لئے کام کرنے دیا جائے تاکہ جینوا کے معاہدے کی مختلف شقوں پر یہ نظر رکھ سکے۔ امریکہ ابتدائی طور پر اس بات کی مخالفت کرتا تھا کہ اس دستے کو کوئی توسیعی مدت دی جائے۔ اس کا کہنا تھا کہ اس دستے کا بنیادی کام روسی فوجوں کی واپسی تھا، جو اب ختم ہو چکا ہے۔ اس لئے اس کی اب ضرورت نہیں۔ لیکن روس کے سفیر الیگزینڈر بیلونوگوف نے اس بات پر اصرار کیا کہ اقوام متحدہ کے اس دستے کی ابھی تک ضرورت موجود ہے اور اب زیادہ تر اس کے کرنے کا کام یہ ہے کہ جنیوا معاہدے کی خلاف ورزیوں پر نظر رکھے۔ عام حالات میں اقوام متحدہ کے ایسے دستوں کی میعاد ۶ ماہ ہی ہوتی ہے۔ بعد میں امریکی نمائندوں نے کہا کہ وہ چھ ماہ کی میعاد سے اتفاق کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ آئندہ افغانستان کی سرزمین پر جو شورش ہونے والی ہے اس پر بھی نظر رکھنا اس کے فرائض میں شامل کیا جائے۔ روس نے اس تجویز کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہو گا کہ اقوام متحدہ پاکستان میں مقیم افغانیوں کی درمیانی مدت کی مجاہدین کی حکومت کو تسلیم کرتا ہے لیکن جب ۱۵ جنوری میں تھوڑے ہی دن باقی رہ گئے تو روس نے امریکہ کی یہ تجویز مان لی کہ اس دستے کو ۲ ماہ کا توسیعی وقت دیا جائے۔ امریکہ کے سیکرٹری آف سٹیٹ جیمز بیکر ایڈورڈ شیورناتزے کے ساتھ اگلے ماہ کے ابتدائی ایام میں ماسکو میں گفتگو کریں گے۔ ان کے ایجنڈے پر افغانستان کو کافی اہمیت حاصل ہے۔ سیکرٹری جنرل پیریز ڈی کوئیار ماسکو روانہ ہو گئے ہیں جہاں وہ میخائیل گورباچوف سے اور دوسرے رہنماؤں سے بات چیت کریں گے۔ ان کی گفت و شنید کا ایک اہم موضوع افغانستان کی صورت حال ہو گا۔

جنوری کیلئے کتاب برائے مطالعہ

مجلس اطفال الاحمدیہ پاکستان کی طرف سے جنوری ۹۰ء کے لئے کتاب "سیرت حضرت اماں جان" مقرر کی گئی ہے۔ امید ہے تمام ناظمین اطفال اپنی نگرانی میں اطفال سے اس کتاب کا مطالعہ کروائیں گے۔

سیکرٹری تعلیم

خبریں

ملکی خبریں

○ پنجاب کے گورنر ٹکا خان نے کہا ہے کہ پنجاب میں امن و امان کی صورت حال خراب ہے لیکن امید ہے کہ گورنر راج نافذ کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔

○ وزیر مملکت برائے دفاع غلام سرور چیمہ نے گذشتہ روز وزیر اعلیٰ پنجاب نواز شریف سے ملاقات کی اور انہیں وزیر اعظم کا اہم پیغام پہنچایا۔ نواز شریف نے کہا کہ وہ اہم قومی معاملات پر بات چیت کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔

○ متحدہ اپوزیشن کے سربراہ غلام مصطفیٰ جتوئی نے کہا ہے کہ اگر صدر نے ۲۰ مارچ کو وزیر اعظم کا انتخاب نہ کروایا تو وہ آئینی کوتاہی کے مرتکب ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ بے نظیر بھٹو کی نگرانی میں مڈٹرم انتخابات قابل قبول نہیں۔

○ ولی خان کو مسئلہ افغانستان حل کرنے کی ذمہ داری سونپ دی گئی ہے ولی خان کا اس سلسلے میں کردار طے کر لیا گیا ہے۔

○ پاکستان اور آسٹریلیا کے درمیان دوسرے ٹیسٹ میچ کے تیسرے دن پاکستان کے دوسری اننگز میں ۷۳ رنز پر چار کھلاڑی آؤٹ ہو گئے۔ آسٹریلیا نے پہلی اننگز میں ۳۴۱ رنز بنائے۔ وسیم اکرم نے پانچ کھلاڑیوں کو آؤٹ کر دیا۔ پاکستان کے پہلے چار کھلاڑی صرف ۲۲ رنز پر آؤٹ ہو گئے۔

لوگوں کے بغضوں سے اور کینوں سے کیا ہوتا ہے
جس کا کوئی بھی نہیں اُس کا خدا ہوتا ہے

غیر ملکی خبریں

○ روسی ریاست منگولیا کے دارالحکومت میں مظاہروں پر پابندی لگا دی گئی ہے۔

○ جمعہ کے روز آذربائی جان کی ریاست سے ہزاروں روسی مسلمان سرحد عبور کر کے ایران آئے اور انہوں نے ایران میں نماز جمعہ ادا کی۔

○ ایران نے روس کو متنبہ کیا ہے کہ روس سٹالن والے ہتھکنڈے چھوڑ دے ورنہ موجودہ بے چینی ساری مسلم آبادی تک پھیل سکتی ہے

○ ماسکو ریڈیو نے آج کابل سے اپنے نمائندے کی رپورٹ میں بتایا ہے کہ روسی فوج کے جانے کے بعد ۵۰ ہزار افغان مجاہدین جنگ بند کر چکے ہیں۔ جبکہ ۴۷ انتظامی علاقوں میں مخلوط انتظامیہ قائم کی جا چکی ہے۔

○ روس کی جنوبی جمہوریہ آذربائیجان میں روسی فوجوں کی مداخلت کے خاتمے کی خاطر ایک شہری نافرمانی کی مہم شروع ہو گئی ہے۔ جبکہ دوران قوم پرستوں نے غیر معینہ مدت کیلئے عام ہڑتال کی درخواست کی ہے اور دارالحکومت باکو میں ہزاروں افراد مظاہروں پر پابندیوں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ان لوگوں کی یاد منانے سڑکوں پر نکل آئے جو آرمینیا کے باشندوں پر حملوں کے بعد امن و امان بحال کرنے کیلئے بھیجے گئے روسی فوجیوں سے لڑتے ہوئے جان بحق ہو گئے۔

بہتے کان کا ہسپتال
علاج بذریعہ جدید کمپیوٹر
بازار ٹھٹھیاراں ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

○ نرینہ اولاد سے محروم
○ بے اولاد ○ اٹھراء
○ سوکھا، گرمی، گیس
کا
علاج کرنے والے

سنہ ۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت
مشہور دوا خانہ (رجسٹرڈ)
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ پوسٹ بکس ۱۹۰ فون ۷۴۸۴۴ / ۷۶۴۹۷ / ۴۳۱

زیر نگرانی
حکیم عبدالحمید اعوان
ابن
حکیم نظام جان

برانچیں:
ربوہ : اقصیٰ چوک نزد لیٹر بکس
ملتان : نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ
چوک قلعہ کالروالہ : تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ
کراچی : محمود آباد نمبر ۳ نزد شبینہ ڈاکخانہ
خواتین کے لئے انتظام کے ساتھ